یہ اخبار مطبع [illegible] ہر جمعہ [illegible] شائع ہوتا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

THE AHL-I-HADIS AMRITSAR

اہلحدیث

لہ الحمد

امرتسر ۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۴ ہجری مقدس مطابق ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء جمعہ مبارک

اغراض اخبار ہذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہل حدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے ۔۔ عہ

والیان ریاست سے ۔۔ شے

رؤسا اور جاگیرداروں سے للعہ

عام خریداروں سے ۔۔ عاعہ ۱۲

قیمت بہرحال پیشگی آنی ضروری ہے نمونہ کا پرچہ مفت بھیجینگے ڈاک واپس

نامہ نگاروں کے مضامین و تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی اشتہارات کی بابت بذریعہ خط و کتابت مینیجر سے فیصلہ ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک مطبع ہونی چاہیئے۔ ہر خریدار کو نمبر چٹ کا لکھنا ضروری ہے۔

اطلاع

خاکسار نے حسب دعوت احباب اس ہفتہ سفر کو جانا ہے ۲۲ اکتوبر سے ۸ نومبر تک شاید سفر ہو۔ مظفر نگر۔ قنوج۔ ہردوئی آرہ شاہ آباد وغیرہ میں جانا ہوگا۔ اس لئے اگر کسی صاحب کے خط کا جواب جو خاص میری ذات سے تعلق رکھتا ہو اتنے دنوں تک نہ پہنچ سکے تو معذور تصور فرماویں۔ باقی معمولی فرمائشوں کی تعمیل کارپردازان مطبع کر دیا کرینگے۔

(خاکسار ابوالوفا)

ahmadiyya

امرتسر کے نزاع کے بدنتائج

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

یہ آیت اُس کلام پاک کی ہے جسکی صداقت نہ صرف برہان اور دلیل سے ہو چکی ہے بلکہ روزمرہ کے مشاہدات سے بھی یقین کے درجے کو پہنچی ہے مثلاً اسی ایک آیت زیب عنوان کو دیکھئے کہ اپنی صداقت کیسی اپنے ساتھ کہتی ہے ارشاد ہے کہ نزاع پیدا نکرو ورنہ بودے ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ چنانچہ اسکا ظہور امرتسر کے نزاع میں یوں ہوا کہ پیسہ اخبار کے رسالہ عصر جدید جیسے مصلح اور ریفارمر نے بھی اسپر نوٹس لیا۔ اور بہت ہی گرم لیا آپ لکھتے ہیں:

علماء کا جھگڑا امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث نے تفسیر ثنائی لکھکر چار جلدوں میں شایع کی تھی اُس کے بعض مقامات میں تفسیر سے نئے خیالات اور اعتراضات کو ملحوظ رکھکر کی ہے اس تفسیر پر ایک اور صاحب اشاعۃ السنۃ و القرآن والے ناراض ہو گئے اور اہلحدیث کے بیس یا تیس عالموں کی مہروں سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو محرف قرآن اور کافر قرار دیا جسپر مولوی ثناء اللہ اصرار کرتے ہیں کہ ثالث مقرر کئے جائیں۔ ورنہ میں جواب لکھونگا اور نالش کرونگا اور مولوی غزنوی فرماتے ہیں کہ جو کہ علماء کا فتوےٰ ہے ہو ثالث کون ہوگا۔؟

اس باہمی جھگڑے سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ تکفیر کے فتوے غیبت میں کورے کاغذات سے بھی کم ہیں سه

[illegible]

جب تک علماء کافر ہوگئے تو دنیا داروں اور نیچرو معتزلہ کا جھگڑا جاتا رہا۔ مگر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اہلحدیث کا فرقہ کچھ عرصہ سے باہمی جھگڑے ٹکڑے ہو گیا ہے بعض علماء اس فرقہ کے مرزا قادیانی کی طرف اپنے شاگردوں کو لیکر چلے گئے۔ بعض مولوی چکڑالوی صاحب کے پیرو ہو گئے بعض سر سید مرحوم کے اور اسی لئے بخطاب نیچری ممتاز ہوئے۔ اب جو چند باقی ہیں اُن میں باہم منافرت و مکافرت ہو رہی ہے رہبروں کا یہ حال ہو تو پیرؤوں کا خدا حافظ ہے۔ حنفی اور شیعہ چونکہ اپنی اپنی کتابوں کو اور فقہی مسائل کو واجب الاطاعت قطعی سمجھتے ہیں اُن میں اختلاف کم ہوتا ہے مگر اُن کے علماء میں اندرونی حسد ہمیشہ رہتا ہے۔ مذہبی جھگڑے در اصل نتیجہ سخت خودی اور بیکاری کا ہیں کسی فرقہ کے علماء ہوں اُنکا کوئی پیشہ نہیں۔ معاش مریدوں پر منحصر ہے کام کچھ نہیں ہے۔ عمدہ اصول کی تلقین اور اخلاق کے درست کرانے کی عادت مدت سے نہیں۔ پیر جب کچھ کہنے کو نہیں رہتا تو آدمی اپنا مغز یا کلیجہ کھاتا ہے یا تخلط میں اپنے بچوں کو بھون کر کھاتا ہے۔ جب دماغ میں جولانی نہ رہی تو ایک دوسرے کی تنقیص کو دین سمجھنے لگے ہیں۔ اور تہ میں ان سب کے رقابت تجارت اور دوکانداری کی ہوتی ہے۔ خدائے تعالیٰ ہم کو ان مصائب سے نجات دے اور سب کو تعصب اور عناد کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے کی بات سُن سکیں۔ ورنہ یہ جھگڑا آگے کو چلتا نظر نہیں آتا۔ فقط۔ بابت اکتوبر ۱۹۰۲ء

راقم مضمون کی نیک نیتی میں تو شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے لکھا بغرض اصلاح اور اظہار رنج کے لکھا ہے مگر واقعات بتلانے میں کئی ایک غلطیاں اُن سے ہوئی ہیں۔ (۱) پہلی غلطی تو یہ ہے کہ آپ نے یہ نزاع تفسیر ثنائی کے متعلق بتلایا ہے جسکی چار جلدیں چھپ کر شایع ہو چکی ہیں یعنے جو اردو میں ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ تفسیر القرآن بکلام الرحمن کے متعلق ہے جو عربی میں ہے اور ایک ہی جلد میں ہے اُسکے بعض مواضع پر علماء غزنویہ امرتسر

ahmadimuslim.de

امرتسر نے ایک اربعین لکھی جسکا جواب خاکسار کی طرف سے دیا گیا
اور ساتھ ہی اُسکے قبل از اشاعت درخواست کیگئی تھی کہ علماء غزنویہ
بحکم خداوندی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ کسی
دیندار عالم کو منصف منظور کرلیں جو فیصلہ منصف مسلم الطرفین کر دیگا
منظور ہوگا تاکہ آئندہ کو کسی قسم کا نزاع باقی نہ رہے۔ مگر علماء غزنویہ
امرتسر کی طرف سے اس بات کو تسلیم نہ کیا گیا آخر لاچار ہمیں نے اپنا
جواب کلام المبین فی جواب الاربعین شائع کر دیا۔

یہ بات بھی صحیح نہیں کہ اربعین غزنویہ کفر کا فتویٰ تھا۔ بانی فتویٰ تو
گروہ علماء غزنویہ مولوی عبد الجبار صاحب نے عدالت میں کسی
سوال کے جواب میں صاف لکھایا تھا کہ ہم مولوی ثناء اللہ کو اسلام
سے خارج نہیں جانتے ایسا ہی یہ بیان بھی کسی قدر اصلاح
طلب ہے کہ فرقہ اہلحدیث کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔ جناب کسی ایک
آدہ کے دخول و خروج سے کسی فرقے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جایا کریں
تو آجتک تمام فرقہ حنفیہ کا خاتمہ ہو جاتا کتنے ایک عالم حنفیہ میں سے
نکل کر دیگر مذاہب میں شریک ہو گئے خود سید احمد خان وغیرہ
پہلے حنفی تھے۔ نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب آنریری
سکریٹری مدرسۃ العلوم علیگڈھ پہلے شیعہ تھے۔ اب اہل سنت
اہلحدیث میں ہیں۔ کیا ان تغیرات سے اُن مذاہب کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ایسا ہی یہ بیان بھی اڈیٹر صاحب کا واقعات پر مبنی نہیں کہ حنفی
اور شیعہ اپنی فقہی روایات کو واجب اور قطعی سمجھتے ہیں۔ انہیں
اختلاف کم ہوتا ہے۔ ہم بہت خوش ہیں۔ خدا کرے کہ اڈیٹر صاحب
کا بیان اگر گذشتہ واقعات سے مطابق نہیں تو آئندہ واقعات
ہی سے ہو مگر امید نہیں۔ کیا آپ سے علماء حنفیہ کا مسئلہ امکان
کذب باری مخفی ہے کہ ایک فریق نے دوسرے کو کہاں تک پہنچایا
تھا کیا مسئلہ مولود شریف کے اختلاف پر آپ مطلع نہیں ہوئے
کیا علماء حنفیہ بریلی اور علماء گنگوہ دیوبند وغیرہ کا اختلاف دل
دکھانے والا نہیں۔ کیا ندوہ کے بانی حنفی اور مجددہ کے
بانی وہی حنفی نہیں۔ کیا لاہور وغیرہ کے شیعوں کا اختلاف
مسئلہ سیدہ کے نکاح کے بارہ میں آپ سے مخفی ہے کہ ایک

فریق شیعہ کا دوسرے اور دوسرا تیسرے کو کن لفظوں سے
یاد کیا کرتا تھا۔ آخر میں کوسنے کی کانوں میں بھی آپ تک نہیں
پہنچی کہ آپنے کہا تک مغز کہا کہیں اور کہا رہا ہے۔ مہربان من
یہ اختلافات کسی مذہب کی خصوصیت پر محمول نہیں ہیں یہ تو اختلاف
طبایع کا لازمی نتیجہ ہے قال اللہ ولذلک خلقهم

اخیر میں ہم آپ کی دلسوزی اور محبت کی قدر کرتے ہیں اور اپنے کچھ
پیرایہ میں یہ شکایت بھی واجبی ہے کہ آپ جیسے عقلمند کا یہ طرز تحریر
جو فتوی کی بازیوں کی وجہ بتلاتے ہوئے آپ نے ظاہر کیا ہے

مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

الغرض میں آپ کو اور تمام پبلک کو مطلع کرتا ہوں کہ میرے متعلق جو
فتوے شائع کیا گیا ہے۔ اسمیں امور مندرجہ ذیل سے مجھے
منکر سمجھ کر شائع کیا گیا ہے۔
نسخ۔ تقدیر۔ معجزات۔ کرامات۔ صفات باری۔ دیدار الٰہی۔ نیز
عذاب قبر۔ عرش۔ لوح محفوظ۔ دابۃ الارض۔ طلوع شمس از مغرب۔
بلکہ احادیث نبویہ کا بھی منکر سمجھا گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں میں
ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ احادیث نبویہ کو تو ہمیشہ بسر و چشم
رکھتا ہوں اور کبھی کسی حدیث کو رد نہیں کیا۔ باقی کوئی کسی
غلطی جو انسانیت کا لازمہ ہے اگر سرزد ہو تو اقل ناس اقلُ
ناس میں بعد اطلاع اور سمجھ لینے کے اُس سے بھی رجوع
کرنے پر طیار ہوں پس آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ فتوے درحقیقت
صحیح نہیں۔ بلکہ ایک موہومی وجود پر ہے جو ایسا ہو گا۔

شکر اللہ کہ میان من و او صلح فتاد
صلح جویان بخوشی سجدہ شکرانہ زدند

× مولانا شمس الحق صاحب رئیس ڈیانوان ضلع پٹنہ کی طرف اشارہ ہے۔

ahmadimuslim.de

اسلام کا تابوت اور اسکے حاملین

یہ مضمون اخبار وکیل امرتسر ۱۰ اور ۱۲ اکتوبر مین نکلا ہے
مگر راقم مضمون نے ایک خط لکھا ہے:-

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میری ایک مراسلت بعنوان "اسلام کا تابوت اور اسکے حاملین" آج کے اخبار وکیل مین شائع ہوئی ہے چونکہ یہ اہل حدیث کے مذاق کی ہے مین چاہتا ہون کہ آپ کے اخبار مین بھی لی جائے"
اسلئے بالاختصار اہلحدیث مین بھی درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

ایک ہم ہین کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہین جنہین تصویر بنا آتی ہے

قومی کشمکش کے پر آشوب دور مین جبکہ روئے زمین کی تمام قومین جنکے مذہب اور مراسم کو علم و شعور نے عاق کر دیا ہے۔ دور دراز تاویلون کے سرٹیفکیٹ دیدے کر ان کو عقل و حکمت کا مبعوث بنانے مین ساعی ہین ہمین افسوس کے ساتھ دیکھنا پڑتا ہے کہ خیر الامم کے بعض ممبر اپنی کوتہ نظری سے اسلام کے برگزیدہ اور مقدس نام کو معقولیت کے حربے سے محو کر رہے ہین۔ دینوی عظمت کو مٹانے کے لئے ینگ ترک پارٹی ہے کہ مٹی جاتی ہے۔ اور ہندوستان کا یہ حال ہے کہ چند بزرگون نے اسلام کے دینی تار و پود کو برباد کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے وہ قومی اصلاح کی بیہودگی مین قرآن اور اسلام پر معقولیت کا رنگ چڑھانا چاہتے ہین۔ سب سے پہلے پنجاب کے نامور مقنن آنریبل مسٹر شاہ دین جج بیرسٹرایٹ لا نے اس اصلاح کی اولیت کا تاج پہنا۔ اور "سر سید کی حیثیت مذہبی ریفارمر" کے عنوان سے رسالہ ہندوستان ریویو بابت مارچ ۱۹۱۰ء مین سر سید کے مذہبی کارہائے نمایان کا اعتراف کرتے ہوئے ذیل کے سوالات جو اسلام کے نقائص بیان کئے ہین اور خواہش کی ہے کہ ان کو رفع کیا جائے تاکہ مسٹر رینان کا قول کہ "بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اسکو اسلام کی خدمت سے آزاد کر دیا جائے" صادق ٹھہرے۔

(۱) کیا جمیع اہل اسلام پر فرض ہے کہ عربی مین نماز پڑھین۔

(۲) کیا ضروری ہے کہ پنجگانہ نماز بپابندی اوقات اسی معینہ شکل اور مقررہ دعا یا قرأت مین پڑھی جائے جو زمانۂ قدیم سے متوارث چلی آئی ہین۔

(۳) کیا اسبات کی اجازت ہونی چاہئے کہ قرآن شریف کی تلاوت اس زبان مین کی جائے جسکو قاری سمجھ سکے۔

(۴) کیا روزہ حفظان صحت کی رو سے اسلام کا ضروری عنصر ہے جیسا کہ عاملان شریعت سمجھتے ہین۔ کیا سوسائٹی کی ابتدائی حالت مین جذبات نفسانی کو روکنے اور روحانیت کو ترقی دینے کے لئے اسکے ضرورت جاری نہین ہوا؟ اگر ایسا ہے تو اب چونکہ بامتداد زمانہ لوگون کی اخلاقی حالت ترقی کر گئی ہے کیون نہ اثر نہ سمجھا جاوے۔

(۵) کیا عید الضحی کی قربانی کی بجائے جو اب محض یادگار کے منصب کو پورا کر رہی ہے کوئی اور طریقہ نہ اختیار کیا جائے جو آنے والے زمانہ مین خود فراموشی کا عملی سبق دینے والا محسوب ہو سکے۔

(۶) پردہ نسوان جو اسلامی ممالک مین مروج ہے کیا اسکا مصدر اسلام ہے اور کیا یہ انسانی نسل کی اعلی درجہ کی قومی اخلاقی اور ذہنی ترقی کے شایان ہے؟

ان کے بعد دوسرا نمبر قاضی عزیز الدین احمد صاحب کا ہے وہ روز انڈیپنڈنٹ اخبار مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء مین یون فرماتے ہین کہ "آج سے گیارہ سو برس پہلے عرب مین جو مسلمانون کی حالت تھی وہ اب ہماری حالت نہین۔ اس زمانہ مین مسلمانون کے مقبوضات محدود تھے اور انکی جائداد مختصر۔ جیسا کہ اونٹ اور کھجور کے درخت یا غلام۔ انکو جس طرح چاہا بانٹ لیا۔ انکو کیا علوم تھا کہ امت محمدیہ کو ایسے ملک مین رہنا ہوگا۔ جہان دوسری قومون سے لاگ ڈانٹ ہوگی اور جہان شان اسلام بغیر دولت کے قائم رکھنا مشکل ہوگا۔ میرے ہم مذہب فوراً فتوی دیدینگے کہ نعوذ باللہ احکام شرع مین دست اندازی کیونکر ممکن ہے۔ مین یہ جواب دونگا کہ "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" اگر دنیا مین رہنا ہے اور عزت کے ساتھ رہنا ہے تو زمانہ کے موافق چلنا ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرے صاحب مسٹر سجاد حیدر بی اے۔ رسالہ مذکورہ کے گشت نمبر میں تعلیم یافتہ نئی روشنی کے جنٹلمینوں کو الگ فرقہ بنانے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ چونکہ دقیانوسی مسلمان مندرجہ ذیل مسائل میں اُن سے مختلف الخیال ہیں وہ انہیں چولہے میں ڈالکر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد (دلمائی چاول کی کھچڑی) الگ پکانا چاہتے ہیں۔ کہ

(۱) اسلام فقط ایک بیوی کا پابند کرتا ہے۔ (ب) اسلام میں پردہ کی تاکید نہیں ہے۔ (ج) شریعت میں معاملات تجارت پر سود لینا جائز ہے۔ اور رسم غلامی ممنوع ہے۔ (د) مسائل طلاق میں زیادہ سختی کی جائے۔ (ھ) قانون وراثت اور دیگر قوانین متمدن قابل ترمیم ہیں۔ (و) احادیث سے بسا اوقات استغنا کر لینا چاہئے۔ (ز) قرآن مجید کی تفسیر انسانی علم کے سب سے آخری اضافہ کے مطابق کرنی چاہیئے"

سب کے پچھلے اور سب سے دلاور، سید دلاور حسین صاحب بی اے ہیں جنکے لمبے لمبے مضامین پچھلے مہینے میں بذریعہ اخبار آبزرور مورخہ ۳-۷-۱۰-۱۴- ستمبر ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئے ہیں۔ مضامین ہذا کا لب لباب مولوی الف دین صاحب پلیڈر راولپنڈی کے نہایت خوبصورت اور جامع الفاظ میں بجنسہ بیان نقل کیا جاتا ہے:-

"کثرت ازدواج"۔ اختیار طلاق۔ اور مسلمانوں کا قانون وراثت جسکی وجہ سے جایداد تقسیم در تقسیم ہوجاتی ہے۔ اسباب ای ہوا بدہ ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے کیوں سلطنت جاتی رہی اور کیوں وہ مفلس و قلاش ہوگئے؟ یورپ کی شائستگی کی انہوں نے یہاں کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حق کلانی یعنے لا آف پرائمو جنیچر سے ہوروثی امیر پیدا ہوئے جنھوں نے بادشاہ وقت کو مطلق العنانی سے روکا۔ اور رفتہ رفتہ پارلیمنٹری گورنمنٹ اور جمہوری گورنمنٹ تمام ملک یورپ میں قائم ہوگئی۔ اسلامی سلطنتوں میں کثرت ازدواج کی وجہ سے بادشاہ کی وفات پر دربارہ تخت نشینی مخالفانہ و متعدد دعوؤں کی اولاد میں تنازعے برپا ہوتے تھے جس سے شریر النفس آدمی مستفید ہوا کرتے تھے اور دیہر قانونی وراثت کیوجہ سے جائداد تقسیم ہوجانیکے باعث سے موروثی امیر ملک میں پیدا نہ ہوئے جو بادشاہ کے اختیارات پر کسی قسم کی روک پیدا کرتے"

سر سید اور سید امیر علی نے کثرت ازدواج۔ اختیار طلاق اور انسداد غلامی پر نہایت پرزور رسالے لکھے۔ اور اسلام کے چہرہ سے یہ بدنما دھبے دور کرنے کے لئے قرآن کریم پر استدلال کیا مگر واقعات میں انکی اصلیت چھپانے سے نہیں چھپ سکتی۔ پیغمبر خدا مکہ میں تو نبی تھے مگر مدینہ میں بادشاہ تھے مکہ میں انہوں نے دین کی تعلیم کی اور مدینہ میں رموز سلطنت سکھائے۔ قرآن کریم میں مکی سورتیں یکجا اور مدنی سورتیں علیحدہ کرنی چاہئیں۔ مکی سورتوں میں دین ہے اور وہ کبھی قابل تبدیل نہیں۔ البتہ مدنی سورتوں میں نظام تمدن ہے جو ہر وقت بلحاظ ضرورت زمانہ قابل ترمیم ہے"

شجرہ نسب دیکھنے سے گو صاف واضح ہوتا ہے کہ ان تمام بدعات کا مورث اعلےٰ مسٹر شاہ دین کا انگریزی لیکچر ہے جسکا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔ پھر بھی ہمیں انکا شکر ادا کرنا چاہئے کہ باوجود اختلاف کے انہوں نے اسلامی اشتراک قطع کرکے ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔ نہ تو وہ قاضی عزیز الدین کی طرح اسلام کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کر گئے ہیں۔ نہ مسٹر سجاد حیدر کے مانند اسلام سے بیزار ہو کر الگ فرقہ کی بنا کے مجوز ہیں نہ قرآن شریف کو مخلوق۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے آدھے دہریہ کو قہر سمجھتے ہیں۔ نہ مسٹر دلاور حسین کی سی دلاوری دکھاتے ہیں غرضکہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے نہایت دلسوزی سے لکھا ہے اور اپنے خیال میں قوم کی بہتری کے لئے لکھا ہے۔ ہمیں افسوس صاحب آتنا ہے کہ بدقسمتی سے روئیداد کا نتیجہ الٹا نکلنے میں کسی قدر کوتاہی ہوگئی جسکی وجہ سے مسٹر موصوف (با وصف مسلمان اہلحدیث ہونے کے) اسلام کی بزرگیت پر زور دینے کے بجائے آلٹا فرد مجرم کی قرارداد میں اپنی فضیلت علمی کو کام میں لانے پر مجبور ہوئے۔ کچھ تو ہم اُنکی ہی داد دیتے ہیں کیونکہ فن وکالت میں یہ ایمانداری کا ایک معراج ہے کہ وکیل اپنے موکل کو۔ گو وہ مجرم کیوں نہو۔ اگر گنہگار سمجھ لے تو بیانسی کی رسی اُسکے گلے میں ڈالنے-

کے لئے آؤ دیکھے نہ تاؤ۔ اسی نظر سے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنریبل
ریفارمر نے اسلام پر جو حملہ کیا ہے وہ جان لیکے اور اذیت پہنچانے
کے ارادہ سے نہیں۔ بلکہ حفاظت خود اختیاری کی نیت سے کیا ہے۔
تاکہ انکو مسلمان کہلانے کی حیثیت سے مذہب کے کسی پہلو کی کمزوری پر
نادم نہ ہونا پڑے لہذا اگر وہ ہمارے سچے دوست نہیں تو ایسے چوڑے
دشمن بھی نہیں ہیں ؎

غمزہ بھی ہوں سفاک نگاہیں بھی ہوں خونریز
تلوار کے باندھے سے تو قاتل نہیں ہوتا

اسجگہ یہ کہدینا ضروری ہے کہ ان کارتوسوں میں سوائے اسکے کہ
انپر نئے کاغذ کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں کوئی جدت۔ کھول کر
دیکھنے سے ایک با خبر مسلمان پر پہلی ہی نظر میں روشن ہو جاتا ہے کہ
انمیں بھرے ہوئے چھرے غیر مذہب مخالفین کے خطا کار فائروں
کا فضلہ ہے۔ البتہ اسقدر ندرت ضرور ہے کہ وہ اسلام کے
دشمنوں کی ساخت تھے۔ اور یہ دوستوں کی صنعت ہے ؎

گر چہ قندیل سخن کو سنڈھ لیا تو کیا ہوا اسد
خط ہیچ میں تو ہیں وہی اگلی برس کی تیلیاں

بہرحال حملہ خواہ دوست کا ہو خواہ دشمن کا۔ اوفینسو ہو یا ڈیفنسو
روکنا ضروری ہے جسکے لئے ہم پر بطور فرض کفایہ اسلام کی حمایت لازمی
ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

چونکہ ہماری اس بحث کے مخاطب قریباً سب کے سب ان الدین
عند اللہ الاسلام کے ماننے والے ہیں خواہ کسی کیفیت کے
ہیں اسلئے مجملاً جواب تو یہ ہے کہ جس رکن اسلام کی کنہ معلوم
نہو اور ہماری ناقص سمجھ میں نہ آوے اسکو نامعقول سمجھکر مسترد کر دینا
سعادت اور سلامتی کی نشان سے بعید ہے۔ جس طرح ریاضی۔
منطق فلسفہ۔ سائنس وغیرہ الگ الگ فنون ہیں۔ اسی طرح الہیات
کا بھی بجائے خود ایک علیحدہ فن ہے۔ پھر ضرور نہیں کہ منطق
کا ماہر سائنس کا ڈاکٹر بھی ہو۔ یا فلسفہ اور ریاضی کا عالم تفسیر و
حدیث کا فاضل بھی سمجھا جائے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے قابل
ریفارمر بی اے اور بیرسٹر ہونے کے سبب سے
سائنس۔ فلسفہ۔ ہیئت۔ قانون وغیرہ میں ماہر ہیں۔ مگر کل عالم جاہل
وکل جاہل عالم کا مسلمہ اصول انکی دینی فضیلت کے رستہ میں
حائل ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ است
نبرندش بکارگاہ حریر

انسانی عقل کا ناقص و ناقابل اعتبار ہونا ہم سے زیادہ تو خود مسٹر
شاہ دین کے تجربہ میں آیا ہوگا کیا انکی وساطت سے سینکڑوں
مقدمات انکی عقل اور سمجھ کے خلاف فیصل نہیں ہوئے ہونگے جنکی
کامیابی کی امیدیں بارہا ناکامی کا منہ دیکھ چکی ہونگی۔ اور ناکامی
کا خوف سدہا دفعہ فتح کی خوشی سے مبدل ہوا ہوگا۔ غلطی انکی
ہو یا حکام کی ہمارا مطلب تو حاصل ہو جاتا ہے کہ عقل کا فیصلہ قول
فیصل نہیں ہوتا۔ جب دنیاوی اور روزمرہ مشاغل کی شاہراہوں میں
ہماری عقل جیتے جیتے پر ٹھوکریں کھاتی ہے تو پھر دینیات کے بحر
ناپید اکنار کو چند انچ فطرتی کی کھوپری کس طرح ناپ لے گی۔ علاوہ
اسکے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مذاق کا اختلاف معقولیت کے
معیار کو معین نہیں ہونے دیتا۔ جن لوگوں کو ہم سمجھتے ہیں تہذیب
انکی پاپوسی کر رہی ہے انکی شائستگی کی قلعی ناچ گھروں میں جا کر
کھلتی ہے۔ یوروپ کا مذاق جس رقص کو معقول اور نیچرل شغلہ
کا خطاب دیتا ہے۔ ایشیا کے متانت پسند نفوس اسکو بیحیائی او
عشرت کی دلدادہ بیحیثیتیں بیہودہ پن سے تعبیر کرتی ہیں جب
ہمارے اور ان کے مذاق میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو پھر
فرنچ فلاسفر کی کٹ سے متاثر ہو کر پرانی بدشگونی کی خاطر اپنی ناک
کٹوانے کی کیا حاجت ہے؟

اگر مسٹر دیتان کے مقولہ کو خدا کا نہیں پیغمبر کا قول جانکر
اسلام کو کسی جدید معقولیت کا بانکپن مذہب کی اشتیاق لاحق ہوتی
تو کیا وجہ ہے چارج سیل ہاس کارلائل۔ مسٹر لبنٹ وغیرہ کے
ملفوظات کو پیش کر کے کلام الٰہی کی ترمیم کی ضرورت کو رفع نہ کیا
جاوے۔ مانا کہ اگر وہ ہیں ہے تو سیل کارلائل اور وغیرہ بھی
آخر اسی تھیلی کے چٹے ہیں جنہوں نے محاسن اسلام کا اقرار

کارخانہ عطر و
یہ کارخانہ قدیم سے
بے نیکنامی کے
سب بڑی فہرست
بلا قیمت روانہ ہو
ناگر تیل
یہ تیل خاص ہما
ایجاد ہوا ہے با
درد کنپٹی نزلہ
وغیرہ کو مفید
منیجر کارخانہ
قنوج

کر کے اکثر باتوں میں اسلام کو عیسویت پر ترجیح دی ہے۔

اب ہم جملہ اعتراضات کو یکجا کر کے مشترک اور مترادف الفاظ کا مادہ علم نکالتے ہیں اور پھر ہر ایک شبہہ کو بفضلہ تعالیٰ فرداً فرداً دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن شریف کی عربی تلاوت

واقف کار اور تعلیمیافتہ پارٹی بخوبی آگاہ ہے کہ بسا اوقات ایک زبان کے محاورات تو ایک طرف۔ الفاظ کا ٹھیٹھ ترجمہ بھی دوسری زبان میں نہیں ہو سکتا۔ حسن عبارت الفاظ کا زور یہ محاورات کی خوبی ہر ایک زبان کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعض صورتوں میں ترجمہ سے اصل مفہوم کا معدوم ہو جانا بھی ممکنات سے ہے۔ صبغۃ اللہ۔ عنایت اللہ۔ دولت بیگم کا بالترتیب اور لفظی ترجمہ (رنگی رام۔ کرپا رام۔ اور لچھمی رانی) ممکن نہیں کہ کسی شخص کے ذہن کو اصلی مفہوم تک پہنچا دے۔ حالانکہ معنے کے لحاظ سے صبغۃ اللہ اور رنگی رام عنایت اللہ اور کرپا رام دولت بیگم اور لچھمی رانی میں کوئی فرق نہیں۔ علاوہ بریں قرآن شریف کا دعوے فائق بسورۃ من مثلہ جسکو ہمارے مخاطب بھی مانتے ہیں اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے کہ تحفظ الفاظ رہے۔ اور تحفظ الفاظ جب ہی قائم رہ سکتا ہے کہ ہر ملک ہر طبقہ اور ہر وقت میں عربی تلاوت ہوتی رہے۔ محض مختلف ساقیوں میں ڈھلنے کی وجہ سے بائبل پر تحریف کی بلا نازل ہوئی۔ کہ کلام رسول سے رسلا اور رسلا سے لشتون بن گیا۔ ہمارے ہاں اسی التزام کی برکت ہے کہ خدا کا پاک کلام آنحضرت کی زبان مبارک سے بدون تبدیلی اعراب و الفاظ من وعن ہم تک پہنچ گیا۔ عربی تلاوت کے طفیل قرآن کے لازوال حسن پر صدیوں کا مرور بھی انحطاط کی جھریاں نہیں ڈال سکا۔ اور نہ آیندہ خوف ہے۔

نماز پابندی اوقات کے بارہ میں پرانے فیشن کے مسلمان کی تسلی کیلئے تو قرآن شریف کے دو لفظ [illegible] کافی ہیں۔ نماز کا باجماعت پنجگانہ اس واسطے فرض کیا گیا ہے کہ باہم میل جول سے مسلمانوں میں اتحاد اور اخوت بڑھے۔

اور یہ جیسی ہو سکتا ہے کہ وقت کا تقرر کیا جائے۔ یہ ٹیچنٹ اور منتصر ہی دلیل شاہد ہے کہ انگریزی خوانوں کے تحت کی متحمل نہ ہو سکے۔ ہم تہذیب و روشنی کے چراغوں کو یورپ کے کیروسین آئل سے لبریز کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ حضرات! نماز کے وقت کی پابندی اسی پنکچوالٹی یعنے ضبط اوقات کا نفس ناطقہ ہے۔ جسکے فقدان پر لیکچروں میں بڑی بڑی شیون و بکا کئے جاتے ہیں اور جسکی نیستی کو مسلمانوں کا تنزل بتایا جاتا ہے۔ پابندی وقت کی خوبیاں یا برائیاں کسی بیرسٹر سے اسوقت پوچھنا چاہئیں جب کورٹ میں پیش ہونے کیلئے آوازیں پڑ رہی ہوں اور منشی مقدمہ کے متعلقہ کاغذات کا لفافہ بغل میں دبائے ہوئے ادھر ادھر پھیرتا ہو۔ نماز پنجگانہ ہونا بھی خالی از حکمت نہیں۔ نماز فجر کی علت غائی یہ ہے کہ انسان شب گذشتہ کی آسائش کا شکر ادا کرے اور آنے والے دن کے کاموں میں برکت مانگے۔ علے الصباح ہاتھ منہ دھو کر کسی نہ کسی شکل میں عبادت کرنا تمام مذاہب و ادیان میں رائج ہے حتیٰ کہ پرندوں کا صبحدم غان غوں کرنا بھی شہادت اس امر کی ہے کہ یہ سہانا وقت قدرۃً عبادت کے واسطے وضع کیا گیا ہے۔ ظہر اور عصر کی فرضیت اسواسطے ہے کہ دنیوی اشغال میں پڑ کر ہم اپنے مالک کو بھول نہ جائیں۔ نیز اسلئے کہ حق اللہ ادا کرنے کی عادت سے حق العباد کی یاد تازہ ہوتی ہے کیونکہ یہ وقت کاروبار اور مخلوق خدا سے سابقہ پڑنیکا ہے۔ مغرب کا وقت تمام دن بخیریت گذر جانیکا شکریہ ادا کرنے کے لئے ہے۔ علےٰ ہذا عشاء کا منشا ہے کہ ہم اپنی سوانحعمری کے ہر روزہ ورق پر نظر ڈال کر غلطیوں کی معافی مانگیں۔ تعجب ہے کہ وہ لوگ جو بات بات پر تھینکس (Thanks) کہنے کے عادی ہیں جن کی زبان اسی لفظ کے اعادہ اور تکرار سے گھس گئی ہے وہ کیوں اپنے خالق اور رازق کے انعامات اور عطیات کا ۲۴ گھنٹوں میں صرف ۵ بار شکر ادا کرنا بار عظیم سمجھتے ہیں۔ مسنون قرأت اور تسبیحوں کو توڑ کر جو یہ صلاح دیجاتی ہے کہ نماز اپنی مادری زبان میں پڑھی جائے سو اسمیں بھی کوئی سہولت

تبل
خدا کے فضل
ساتھ جاری
طلب کرنے

کارخانہ میں
ینہ ہونیکے
اور دوسر
پنشنی
نسخہ

اور یہ آسانی مضر نہیں کیونکہ جس وقت سے ہمیں عربی الفاظ کی حفاظت کرنی پڑتی اُسی شکل سے اپنی زبان کے الفاظ کو نگاہ رکھنا پڑے گا۔ اور اگر مجوزین کی رائے میں نماز کا مروجہ مضمون کا مفہوم یا مرادف پڑھ لینا کافی ہے۔ تو پھر وہی پر سوسہ رہا۔ پر اس رام کا بکھیڑا پیش آجائیگا۔ اور یہ بھی اُڑ جائیگی۔ نماز بقول سرسید اسلامی وردی ہے اور ہماری دانست میں اسکا مضمون بمنزلہ پاس وردی کے ہے پس جب وردی میں بگڑ گئی نمبر اور پاس اور وہ بھی بھول جائے تو فوج میں ہمیں کون داخل ہونے دیگا؟ رہا نماز کی موجودہ شکل سو اسکی نسبت مختصراً عرض ہے کہ دنیا میں جسقدر مہذب اور غیر مہذب چیزیں ہیں سب کی کوئی نہ کوئی فارم و شکل ہے۔ اسلئے عدالتوں میں بیرسٹروں کے لئے گون پہنکر جانا اور کھڑے ہو کر تقریر کرنا۔ یہ بھی ایک فارم ہے۔ حالانکہ گون نہ پہننے سے نہ لیاقت میں کمی آتی ہے۔ نہ بیٹھ کر تقریر کرنے سے دلائل کی برجستگی میں کوئی بٹہ لگتا ہے۔ جو صاحب اسلامی نماز کے فارم سے گھبراتے ہیں وہ خود کوئی فارم تجویز کر کے اگر انصاف سے فیصلہ کرینگے تو یقیناً بانیٔ اسلام کی پیشکردہ شکل کو احسن قرار دینگے۔

روزہ:۔ تہذیب و شائستگی کے زمانہ میں روزہ کو بے اثر اور عیش و غفلت بخشنے والے برادر نوازش ہمیں سمجھا دیں کہ مارل پراگرس (اخلاقی ترقی) سے اُنکی مراد کیا ہے؟ کہیں اسراف مذہبی آزادی۔ ترک ادب۔ فسق و فجور۔ آرام طلبی۔ کے زینے کو تو کافو نہیں سمجھ لیا؟ ورنہ اگر ایثار۔ ہمدردی۔ سکون۔ حلم۔ عفو۔ مروت۔ اتقا۔ ورع۔ راستبازی۔ جفاکشی وغیرہ اوصاف اخلاقی ترقی کی ذیل میں سمجھے گئے ہیں۔ تو تاریخ باقرار صالح شہادت دیتی ہے کہ وہ صرف انہی مسلمانوں میں تھے جنکے لئے روزہ آج محدود و مخصوص کیا جاتا ہے۔ فاقہ کش انتڑیوں کی قل ہو اللہ کو وہی فہمی سمجھ سکتا ہے جس نے خود یہ سبق پڑھا ہو بنی نوع کی ہمدردی اور دستگیری کے علاوہ روزہ میں خود روزہ دار کی تہذیب اخلاق بڑی خوبصورتی سے مرکوز ہے۔ پیٹ کے روزہ کے ساتھ آنکھ کا روزہ ہے کہ ممنوعات کو دیکھنے سے پرہیز کرو۔ زبان کا روزہ ہے کہ جھوٹ فحش غیبت وغیرہ سے آلودہ نہ ہو۔ کان کا روزہ ہے کہ بری باتوں سے آشنا نہ کیا جائے حاصل کلام ہاتھ پاؤں اور کل اعضاء کو نیک کاموں کی ہدایت اور جفاکشی کی مشق ہوتی ہے۔ یہ ہے مختصر سی فلاسفی روزہ کی جسکو اسلام کا عضو معطل سمجھ کر کاٹنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قربانی:۔ یہی حال عید الضحیٰ کی قربانی کا ہے اُسکو ذبح کرنے کے لئے ہی ہمارے ریفارمر ناحق چھری کلہاڑی تیز کر رہے ہیں۔ مانا کہ ایک یادگار ہے مگر ایسی یادگار ہو کہ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ کا انتہائی نمونہ پیش کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا اور حکم ربی سمجھکر اپنے جگر گوشہ حضرت اسمٰعیل کی گردن پر اپنے ہاتھ سے چھری پھیرنے میں دریغ نہ کیا۔ ہم میں کہ دن میں پانچ دفعہ بتاکید بلایا جاتا ہے مگر نماز سی انمول اور سہل عبادت سے جی چراتے ہیں۔ ہماری سست رگوں میں اطاعت کے خون کو حرکت دینے کے لئے اگر کوئی بہتر بیٹری (Battery) ہو سکتی ہے تو نمونہ پیش کرو۔

پردہ نسواں کہا جاتا ہے کہ پردہ قرآنی حکم نہیں۔ بلکہ قومی ترقی کا سدراہ ہے۔ یہ ایک پامال مضمون ہے جسپر ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۳ عاید کر کے ہم اپنے متمدن ریفارمروں سے پیچھا چھوڑا سکتے ہیں۔ مگر چونکہ امتثال امر تقاضا کرتا ہے لہذا اُسکے قرآنی حکم ہونے کے ثبوت میں ہم آیات ذیل پیش کرتے ہیں۔ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا اور یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ علیٰ ہذا اور آیات ہیں جنہیں بخوف طوالت چھوڑ دیا۔ رہیں پردہ کی تمدنی خوبیاں سو جس اسلامی اخبار کے گذشتہ سال کے فائل میں چاہو۔ دیکھ لو بڑی بڑی مبسوط بحثیں مل جائینگی۔

اور سود۔ یہی حال سود کا ہے رسائل اور اخبارات اس بحث سے مملو ہیں۔

تعدد ازدواج طلاق غلامی۔ وغیرہ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ غلامی وغیرہ بالکل بوسیدہ سوالات

ahmadimuslim.de

مین۔ علماء اسلام کی تصنیفات مین اُن کے متعلق تمام اعتراضات کا قلع وقمع کیا گیا ہے۔ جن دلون پر یہ بسیط اور فاضلانہ تحریرین اثر نہین کر سکین کوئی اُنکی کیا تسلی کریگا؟ خدا ہمین ہدایت دیوے۔ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ کے شمار سے محفوظ رکھے۔

ورا۔ قاضی عزیزالدین صاحب کے ریفارمیشن کا ردج و رواں یہی سوال ہے۔ رسالے و رجنون جوابات لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہین۔ اس سے متعلق قابل ذکر یہ بات ہے کہ اسپر جسقدر نوٹس لیا ہے بیچارے دنیاداروں نے ہی لیا ہے۔ ہمارے دینی رہبر اپنے بھائی بندون کی تکفیر کی بھول بھلیون مین پھنسے ہوئے ہین۔ کسی مولوی بھائی کو کفر کے شکنجے مین جکڑ دینے سے اُن کے وارث الانبیاء ہونے کی تکمیل ہوتی ہے افسوس نہ وہ خود سمجھتے مین نہ انہین کوئی سمجھاتا ہے کہ گروہ اصناف کرنے والی جماعت کا اگر بند ٹوٹ جائے تو وہ خود کو را بہا جاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ خانہ جنگی سے فرصت پا کر شریعت کی حمایت کا بیڑا اٹھا لیوین تاکہ بیچارے دنیادار سبکدوش ہو جائین۔ خیر قاضی صاحب کے آرٹیکل کا محققانہ اور فصیحانہ جواب الندوہ دیگا۔ راقم نواب الدین۔ (ماخوذ از وکیل)

مجیٹھہ مین آریون سے مباحثہ

(از حکیم محمد الدین صاحب امرتسری)

جس مباحثہ کی اطلاع گذشتہ ہفتہ کے اہل حدیث مین لکھی گئی تھی اُسکی کیفیت مین چشمدید بیان کرتا ہون۔ مسلمانون کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب تھے اور آریون کی طرف سے وہی مشہور دل آزار سادہو جسکو سب لوگ جانتے ہین۔ پریسیڈنٹ ایک سکھ صاحب تھے اور اُن کے مشیر ایک مسلمان ایک آریہ تھے۔ چونکہ آریہ سماج کی عموماً اور سادہو مذکور کی خصوصاً عادت ہے کہ ہمیشہ سوال کے جواب دینے سے توجہی چراتے مین اور ادہر اُدہر کی باتین کہکر وقت ضایع کیا کرتے ہین۔ اسلئے مولوی صاحب موصوف نے دوراندیشی سے یہ شرط ضروری لگا دی تھی۔ کہ جوبات بے تعلق ہوگی اور مناظر پریسیڈنٹ کو توجہ دلائیگا تو بعد ثبوت کٹوا دی جائیگی۔ چنانچہ پہلا پرچہ مولوی صاحب نے مختصر سا لکھا کہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک دعوے کا کوئی مدعی ہوتا ہے۔ جب عرضی پر عرضی دہندہ کے دستخط نہون کوئی حاکم اُس پر غور نہین کر سکتا اس قاعدہ کے رو سے ضروری ہے کہ وید کا مدعی بھی کوئی ہو۔ پس آپ بتلاوین کہ وہ کون ہے۔ اور وید سے اُسکا ثبوت دین۔ قرآن خود اپنا مدعی بتلاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم۔ اسکے جواب مین سادہو مذکور نے اتنا تو مان لیا کہ وید کا مدعی کوئی انسان نہین بلکہ خود خدا ہے۔ لیکن ساتھ ہی قرآن شریف پر بھی حملہ کر دیا کہ قرآن علم الٰہی کے خلاف ہے یہ ہے وہ ہے اسپر مولوی صاحب نے پریسیڈنٹ کو توجہ دلائی کہ یہ حملہ بے تعلق ہے آپ اسکا فیصلہ کرین۔ چنانچہ پریسیڈنٹ نے بعد مشورہ عام جلسہ مین کھڑے ہو کر کہدیا کہ یہ کلام بے تعلق ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اسکو کٹوا کر آپ دستخط کرین۔ بھلا یہ بات ہماری تعلیمیافتہ حق پسند آریہ پارٹی کو کہان پسند تھی کہ انکی تحریر کا کوئی لفظ بھی جسکو وہ وید منتری کی طرح الہامی جانتے ہین کاٹا جائے۔ چنانچہ تمام آریون نے پریسیڈنٹ کو آگھیرا اور قصبے کے سکھ بھی اُن کے ساتھ اس کام مین شریک ہو گئے اور کانا پھوسی ہونی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ بات صریح شرط کے خلاف تھی۔ کیونکہ شرط یہ تھی کہ پریسیڈنٹ کے مشیر دو شخص ہونگے مگر وہان یہ اندھیر کہ تمام آریہ اور سکھ سب کے سب نہ صرف مشیر تھے بلکہ ہر ایک انہین کا بجائے خود پریسیڈنٹ نظر آتا تھا جس سے پرانی سکھاشاہی کا نقشہ جو آجتک کانون سے سنتے تھے آنکھون کے سامنے پھرتا دکھا۔ آخر کار بھولے پریسیڈنٹ نے ان تمام مجبوریون مین پھنسکر یہ کہا کہ مین معافی چاہتا ہون۔ ناظرین پریسیڈنٹ صاحب کی سادہ لوحی کا اندازہ تو اسی سے کر چکے ہونگے کہ آپ نے حاکم ہو کر جو فیصلہ دیا فریق ثانی

ahmadimuslim.de

کے دباؤ میں آکر ایسے مدہوش ہوئے کہ اُسپر معافی کے خواستگار ہوئے بس ایسے پریزیڈنٹ کی سادگی میں حسن انتظام کی کیفیت ہونی چاہئے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں - چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر تو سادھو جی کی زبان وہ کھلی کہ بس ایک ایک جملہ میں بیس بیس اعتراضات لیکن لطف یہ کہ اصل مدعا کو بالکل ہضم کر گئے یعنے یہ ہرگز نہ بتا سکے کہ وید کن لوگوں پر الہام ہوئے تھے - بتلاتے بھی کیا جبکہ بتحری نہیں کہ کون تھے ہندو جنکو کسی کا نام لیتے ہیں - آریہ کسی کو پکڑتے نہیں جیسے ایک یتیم بچہ جسکا کوئی والی وارث نہو کبھی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے کبھی کسی کا اس لئے وہ اسکا ثبوت دینے سے عاجز رہے جیسے آریہ ہمیشہ عاجز رہتے ہیں - مگر اپنی کہے گئے - چنانچہ ایک دو باتوں سے ایسے دعوے کئے جو قرآن شریف میں نہ تھے - اسپر مولوی صاحب نے حوالہ مانگا تو جھگڑا شروع ہوگیا - پریزیڈنٹ صاحب کی خوش انتظامی کی کیفیت تو آپ سن چکے ہیں - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سادھو جی نے نہ حوالہ دیا نہ فیصلہ ہوا - اسی میں وقت ختم ہوگیا - مسلمان تمام اُٹھکر چلے آئے - اور سب لوگ سمجھ گئے کہ بیچارہ وید ایک یتیم بچہ کی طرح قابل رحم ہے جسکا کوئی والی وارث نہیں کبھی کسی کے گلے چمٹتا ہے کبھی کسی کے ملتا ہے - مگر کوئی اسکو اپنا نہیں بناتا - کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ اسکو کوئی اپنا کہے - اسکے اندر کیا ہے - وہی پوتر اور پاک حکم نیوگ - ہائے نیوگ سے

دیانندجی کو نمستے کہو
تمہارے لئے کیا اُتارا نیوگ

شیخ رمضان نومسلم

جنکی درخواست بابت نکاح اہل حدیث نمبر ۲۹ میں چھپی تھی اُنکو واضح ہو کہ آپ میاں عبدالرحمن ولد وزیر محمد سے خط و کتابت کریں انشاء اللہ کامیابی ہوگی - پتہ موضع کہیری - پرگنہ گمہار پانی ضلع چھنڈواڑہ - ملک متوسط

فتویٰ

سوال (۱) براہ مہربانی اس استفتا کو اخبار میں مع جواب چھاپ کر مشکور فرمادیں -

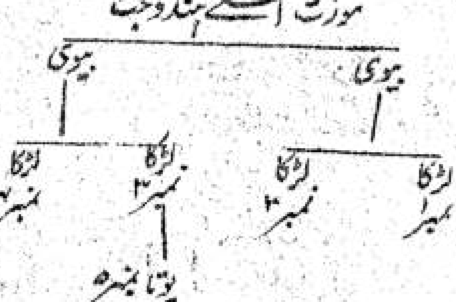

نمبر ۱ و نمبر ۲ و ۳ و ۴ علیحدہ علیحدہ بیوی سے ہیں - پوتا نمبر ۵ مسلمان ہوا ہے بیٹے نمبر ۴ کی جائداد بوجہ لاولد ہونے کے پوتے نمبر ۵ کو از روئے قانون داخل خارج ہوئی ہے کیا شرع کے مطابق بھی اس زمین پر نمبر ۵ کا قابض رہنا جائز ہے یا نہیں - یاد رہے کہ نمبر ۴ نمبر ۵ کو ہندو ہونے کی حالت میں فوت ہو چکا ہے اسکے بعد متوفی کی دو بیویاں اُس زمین پر قابض رہیں اب وہ ہر دو فوت ہوگئیں - (دفاتی)

جواب (۱) اگر نمبر ۵ مسلمان ہونے سے پہلے ہندو رواج کے مطابق متوفی کی جائداد کا مالک ہو چکا تھا تو اب اسکا قبضہ بھی جائز ہے کیونکہ اختلاف دینین جو مانع ارث ہے یہاں وہ صورت نہ رہی بلکہ اتحاد مذہب کی صورت پیدا ہوگئی -

سوال (نمبر ۲) کاشتکاری کی زکوٰۃ کے متعلق بعض علماء کو انکار ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت کے زمانہ میں حق زمیندار پر باقی کا نہ تھا - اور یہاں پر باقی دیتے ہیں -

جواب (نمبر ۲) سوال کا مطلب اگر یہ ہے کہ آجکل سرکاری مالگذاری کی وجہ سے عشر عشیر ہے یا نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہے - چنانچہ یہ مسئلہ پہلے بھی کسی پرچہ میں آیا تھا - مگر آجکل جن زمینوں پر لگان سرکاری ہے اُن سے عشر نہیں ہوگا بلکہ بسوال حصہ مدنی کا ہوگا - اگر کوئی مطلب ہو تو اسکو سائل واضح کرے -

منتخب الاخبار

لنڈن ۱۱ اکتوبر۔ رویٹر کا ٹوکیو کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ جاپان نے ایک فرمان جاری کیا ہے جسکا یہ منشا ہے کہ ابتک تو ہماری فتح ہوئی ہے مگر اسکا نیک انجام ہنوز بہت دور ہے اسلیے جملہ قوم کو صابر اور مضبوط رہنا چاہیے۔ (کتاب اللہ کی بھی یہی تعلیم ہے اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ)۔

نیویارک مین ایک جنٹلمین کے ہان ننھی ننھی سی لڑکی پیدا ہوئی ہے ولادت کے وقت اسکا وزن کل ۵۳ تولہ تھا۔ اسکو چیر لوٹن کے ایک بکس مین بے تکلف لٹایا جاسکتا تھا۔

شاہ اور ملکہ جاپان دونون کو شعر وسخن سے مذاق ہے۔ شاہ ۲۵۔۳۰ اشعار روز لکھ لیتے ہین اور دو چار ملکہ بھی گھڑ لیتی ہین۔ خاک پاک ایشیا کا یہی ایک خاصہ ہے کہ امیر سے فقیر تک سب نظم کی دیوی کی پرستش کرتے ہین۔ (گر بجا در جہان فلک ندہ کار او شاعری وزنا لیست)۔

امیر صاحب کابل کو نئی پلٹنون کے بھرتی کرنے مین معقول کامیابی ہوئی۔

پونا کے دو فوجی افسر دیہات مین شکار کرتے تھے۔ دیہاتیون نے گرفتار کر کے ۵ گھنٹے رکھا۔

افسرون نے ایک دیہاتی لڑکے کو زخمی کیا۔ اسی سبب آپ پٹے بیٹھے وقید بن بیٹھے۔

ڈپٹی کمشنر نے قید سے چھڑایا دیہاتیون پر زیادتی کا مقدمہ چلاینگے۔

جاپانیون کا دائیان بازو خور دریا کی سیل جنوب کو پیچھے ہٹ گیا سے برابر در پے ہین۔

جاپانیون کی پسپائی بے معنی ہوگی کامل ڈیفنس خاص لیاؤ ینگ مین شاید کرینگے۔

جنرل کروپاٹکن نہایت ہوشیاری سے کوشان ہے کہ جدید حکمت مین شکست نصیب نہ ہو۔

امرتسر بیرون دروازہ رام باغ ریل کے پھاٹک پر تین آدمی ایک گھوڑا مع بمبوکاٹ کے ٹرین کے نیچے پس گئے۔ پھاٹک والے نے ہرچند بمبوکاٹ والے کو گذرنے سے منع کیا مگر قضا نے نہ رکنے دیا آخر کلکتہ میل کا شکار ہوئے۔ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ۔

سروولی جامع مسجد مین ۲۹ رجب کو ۶ بجے شام کے ایک آریہ مسلمان ہوا نام عبد الغفور رکھا گیا۔ (نامہ نگار)

سینٹ پیٹرزبرگ مین موکڈن سے بذریعہ تار خبر آئی ہے کہ گذشتہ آتوار کے روز تمام دن روسی اور جاپانی توپ خانوں مین جنگ رہی۔ اس لڑائی مین روسی میمنہ اور قلب فوج مصروف کارزار تھی روسیون کے دباؤ سے جاپانی اب ہر جگہ سے سمٹ کر اکٹھے ہوتے جاتے ہین۔ (الحرب سجال)

روسی نامہ نگارون کا بیان ہے کہ ین تائی کے شمال مین جو لڑائی ہوئی وہ لیاؤ ینگ کی لڑائی سے بھی زیادہ خونریز تھی۔ طرفین کی فوجون کو اپنی جانون کی بالکل پروا نہین تھی۔ ایک ایک دن مین مورچون پر آٹھ آٹھ دفعہ کبھی روسی قابض ہو جاتے تھے اور کبھی جاپانی۔ روسی اور جاپانیون مین اکثر دست بدست لڑائی ہوئی دونون فوجون نے نشل کے دستی گولے ہاتھ سے پھینکے۔

فیونگ نامی انگریزی جہاز کو کہ جو محاصرہ توڑ کر پورٹ آرتھر کے بندرگاہ مین داخل ہونا چاہتا تھا جاپانیون نے گرفتار کر لیا۔

امیر صاحب نے اپنے بھائی سردار نصر اللہ خان کو قندہار۔ ہرات ترکستان اور بدخشان کے صوبون کی سرحدی فوجی چوکیون کے ملاحظہ کرنے کے لیے دورہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ سردار نصر اللہ خان کے ہمراہ فوج رسالہ اور ایک توپ خانہ کا اسکارٹ رہیگا سردار عمر جان انکے ساتھ ساتھ دورہ پر رہینگے۔ یہ دورہ کئی مہینے مین پورا ہوگا۔

امیر صاحب نے اسبات کا قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ تمام کارخانون مین برقی قوت سے کام لین اور اپنے محل اور شہر کابل مین برقی روشنی کرین دقت یہ ہے کہ برقی قوت پیدا کرنے کے لیے بعض آلات اسقدر بھاری ہین کہ انکا کابل لیجانا قریباً ناممکن ہے

ahmadimuslim.de

تحفۃ البشر فی احوال سید البشر

ہر دو جلد کامل

وہ کونسی آنکھ ہے جو اپنے نبی کریم کی سیر و شمائل دیکھنے کی مشتاق نہو اور وہ کونسا دل ہے جو نظم کی باغ و بہار میں شگفتگی اور تازگی نہ پائے یہ بے مثل کتاب اسکا آئینہ ہو سکتی ہے جسکو اشتہار کہتے ہیں۔ ہر حرف میں روحانی لذت دیتی ہے مگر از بہشت کا نمونہ ہے کہانی نہیں ناول نہیں قصہ نہیں بلکہ اپنے نبی کریم کی سوانح عمری اور مقدس احوال سے امت مرحومہ کے پاس بجز ان معلومات کے مایہ سعادت اور کونسی چیز ہو سکتی ہے عربی اور فارسی شناس تو ان زبانوں کی تصنیفوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں مگر اپنے ملک کی بولی میں ایسی دلکش نظم سیر میں نہ دیکھی نہ سنی۔ دیکھنے میں دو جلدیں ہیں مگر دو سو کتابوں کا خلاصہ ہے جناب مولینا الحاج شاہ عبد الحی واعظ نور اللہ مرقدہ نے اس عشق و محبت کی وادی سے اور دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے مختصر فہرست مضامین کتاب کا آئینہ ہے چمن اول انوار حقیقت اس میں ابتدائے خلقت نور محمدی سے قصہ اصحاب فیل تک کی تفصیل احوال مرقوم ہے چمن دوم گلزار حقیقت اس میں ولادت باسعادت نبوت سے گیارہویں سال تک کل احوال ہے۔ چمن سوم بہار نبوت اس میں معراج شریف اور ساتوں آسمان و کرسی و جنت و دوزخ کا احوال ہے۔ چمن چہارم اخبار نبوت اس میں ہجرت سے وفات شریف تک کا احوال ہے ایضاً جلد دوم بشارات محمدی۔ شمائل محمدی۔ عبادات محمدی معجزات محمدی جس وضاحت اور خوش اسلوبی سے یہ احوال اس کتاب میں درج ہیں دیکھنے پر موقوف ہے۔ لفظ بہ لفظ اسکا جوش میں عشق کی اثر کرتا ہے پڑھنے والوں کے دلوں سے پوچھنا چاہئیے کوئی بستی کوئی قریہ نہ رہا ہوگا کہ جہاں سے اس کتاب کے عشاق ہوئی کو بیٹھے دو شخص نہ ہوں چند سال سے یہ کتاب عنقا صفت نایاب ہوگئی تھی اور باوجود چند اسکا طبع ہونا بھی دشوار تھا اگر فرزند الکتاب کو ورثہ سے بشفقت اجازت پائی تو خوشی خوشی چھپوا کر بلحاظ فائدہ رسانی قیمت مجلد ۳ روپیہ اور بے جلد ۲ روپیہ رکھدی گئی۔ بہتیرے نسخے فروخت ہوئے اور چند ہی باقی ہیں شائقین جلدی کریں ورنہ پھر کتاب کا ملنا حسب سابق دشوار ہوگا مقصود اگر بیند معہ خریدار۔ کتاب ملنے کا پتہ

(پتہ) لشکر بنگلور تاجر کتب شیخ محی الدین صاحب

مجربات دوائی

عرق ماء اللحم انگوری دو آتشہ۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ۔ حرارت غریزی و قوت ہاضمہ اس سے قوی تر ہو جاتے ہیں۔ بڑھاپے کے ضعف، جسم کی کمزوری تقویت حواس خمسہ ظاہری و باطنی تفریح دل۔ ضعف باہ تخمین زنگ۔ اور ہضم غذا کے واسطے نہایت فائدہ کرتا ہے بتقوی اعصاب منی و مشتہی اعلیٰ درجہ کا ثابت ہو چکا ہے ایسے اجزا سے مرتب کیا گیا ہے جس سے ہر ایک پیر و جوان بچہ و زنان بخطر فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت نصف بوتل عہ پوری بوتل ثما تین بوتل صہ۔

تقویت النساء۔ حیض اور رحم کی ساری بیماریاں۔ غشیان سفید خوانی سیلان حیض اختناق الرحم کثرت یا قلت حیض وغیرہ جنکے باعث علاوہ گوناگون تکالیف برداشت کرنے کی بہت سی معزز خواتین اولاد سے مایوس ہو جاتی ہیں ہماری اس تیر بہدف دوا کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ بیماری بالکل دور ہو کر صحیح و تندرست اولاد پیدا ہوتی ہے چند آزمائش کرنیوالے اسکو مفید ثابت کر کے اپنے تصدیقی سرٹیفکیٹ بھی عنایت فرمائے ہیں قیمت ایک شیشی ۱۲ اونس ۲ روپیہ ۔ ۴ اونس عہ

طلاء جو لوگ جوانی کی غلط کاریوں اور بے اعتدالیوں کے سبب شادی کرنیکی قوت کا سامنا خیال اس بے نظیر طلاء کے استعمال بالکل صحیح ہو گئے ہیں اکو ہماری بیماری کا الف لیلیٰ (حب مقویات) کے استعمال سے اندرونی اعصابی کا نقص بالکل دور ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ۲ روپیہ

دافع بواسیر خونی ہو یا بادی بفضل خدا ایک ہی دفعہ کے استعمال بالکل رفع ہو جاتا ہے اکثر اشخاص کو دوسری دفعہ کبھی اور دوائی کی کھانیکی حاجت نہیں رہتی ہو تو دو دفعہ کھا لو تو صرف پڑیہ دو دو یا تین پڑیاں کھانی چاہئیں قیمت فی پڑیہ ۸ آنہ دو پڑیہ عہ تین پڑیہ ۱۲ آنہ

بالوں میں لگانیکا تیل خوشبودار۔ بجائے پھلیل یا دیگر خوشبودار روغنوں کے اس تیل کا لگانا بدرجہا بہتر ہے دماغی بیماریوں مثل نزلہ ضعف دماغ ضعف بصر کو مفید ہے متواتر استعمال سے بال سیاہ ہو جاتے قیمت فی بوتل ۱ روپیہ نصف بوتل ۸ آنہ

المشتہر حکیم محمد ابراہیم چشتی مہتمم کارخانہ ادویہ انگریزی و یونانی چوک سنت سنگھ امرتسر

حسب الارشاد مولینا ابو الوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپکر شائع ہوا